REGD. E.P. NO. 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
غیر ممالک ۱۲ روپے
فی پرچہ ۲ ر

تواریخ اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۴ | ۲۱ ظہور ۱۳۳۴ ہش مطابق ۲۱ اگست ۱۹۵۵ء | نمبر ۳۱

لنڈن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

(از چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ)

لنڈن ۱۴ اگست۔ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کی جماعت نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عقیدت و اخلاص کا اظہار کرنے کیلئے اپنے ایک نمائندہ مسٹر عبدالغفار ککو نائب صدر جماعت نائیجیریا کو بھجوایا۔ آپ لیگوس سے کل لنڈن میں وارد ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بے تابی کے ساتھ کھڑے ہو کر حضور کی خدمت میں اپنے جذبات عقیدت پیش کئے اور عرض کیا کہ حضور ہمارے روحانی باپ ہیں اور ہم حضور کے بچے ہیں۔ ہماری یہ شدید خواہش ہے۔ کہ حضور نائیجیریا تشریف لائیں۔ اور اپنے روحانی بچوں کو اپنی شفقت اور محبت سے نوازیں۔ حضور کی بیماری ہمارے لئے باعث تشویش رہی ہے۔ اور ہم حضور کی صحت کے لئے دعا گو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بے شک آپ سب میرے بچے ہیں۔ اور میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آپکے پاس جاؤں۔ لیکن میری صحت اسکی اجازت نہیں دیتی مسٹر ککو نے مزید عرض کیا کہ میں الفاظ میں اظہار نہیں کرسکتا۔ کہ میں کس قدر خوش ہوں۔ اور خدا کا شکر گذار ہوں کہ مجھے خود اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ارجمند اور خلیفۃ المسیح کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمدللہ۔

اسکے بعد محترم جناب نسیم سیفی صاحب نے جماعت کا مکتوب حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ جماعت اپنی محبت وعقیدت کی نشانی کے طور پر نائیجیریا کی بنی ہوئی ایک چھڑی حضور کی خدمت میں اپنے نمائندہ کے ذریعہ پیش کرتی ہے۔ نیز درخواست کرتی ہے۔ کہ حضور جماعت نائیجیریا کو اپنی مستعمل چھڑی مرحمت فرمائیں تا جماعت اس محبت کی نشانی کو محفوظ رکھ سکے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نائیجیریا کی بنی ہوئی چھڑی قبول فرمائی۔ اور اسی وقت اپنی چھڑی مسٹر ککو کو مرحمت فرمادی۔ انہوں نے کھڑے ہوکر ہاتھ میں لی۔ اور عجب محبت کے ساتھ سینہ سے لگالی۔

مسٹر ککو پر اس وقت ایک سرور و وجد کی کیفیت طاری تھی۔ آپ بار بار بے ساختگی کے ساتھ الحمدللہ کہتے۔ آپ نائیجیریا کے احمدیوں میں سے ہیں۔ اور سلسلہ کے ابتدائی خدام میں سے ہیں۔

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو زنجبار کے طالب علموں مسٹر سالم اور مسٹر احمد کو شرف ملاقات بخشا۔ جو مسٹر پرویز ملک کے ساتھ جو ملک عبدالرحمٰن صاحب کے صاحبزادہ ہیں تشریف لائے تھے۔ حضرت نے اتحاد اسلامی کی اہمیت پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ طلباء کی ملاقات گو مختصر تھی۔ لیکن حضور کے کلمات طیبات کا ان کی طبیعت پر خاص اثر معلوم ہوتا تھا۔

آج سہ پہر انگلستان کے ایک مؤقر ماہنامہ ایسٹرن ورلڈ Eastern World کے ایڈیٹر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک حضور ان کو جماعت کے حالات بتاتے رہے۔ وہ اس امر سے حیران تھے۔ کہ کس طرح قلیل وقت میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ نیا مرکز سلسلہ تعمیر ہوگیا۔ اور اس میں درسگاہیں اور دفاتر بن گئے۔ اور جماعت کا شیرازہ محفوظ رہا۔

آج مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ممالک متحدہ امریکہ سے لنڈن بذریعہ ہوائی جہاز پہونچے چوہدری صاحب بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

۵ ار اگست کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اور نماز پڑھائی۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے انگریزی میں خطبہ کا خلاصہ بیان فرمایا۔

(الفضل ۱۲ ار اگست ۱۹۵۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وغیرہ کے متعلق اطلاعات

لنڈن ۴ ار اگست۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو تا حال نزلہ اور کھانسی کی شکایت ہے۔

۵ ار اگست۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نقرس کے باعث گذشتہ شب ناساز ہوگئی تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آج افاقہ ہے۔

حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر ملنے پر حضور نے جو تار ارسال فرمایا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

لنڈن ۷ ار اگست۔ اماں جی کی وفات کی خبر سنکر بہت افسوس ہوا۔ تمام خاندان تک میری طرف سے تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔ خدا تعالیٰ ان کی روح کو بلند درجات عطا فرمائے۔ ان کو صالحہ بیگم صاحبہ (اہلیہ میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم) کی قبر کے ساتھ دفن کیا جائے۔ مرزا محمود احمد"

(چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل اُسی وقت کر دی گئی)

لنڈن ۱۰ ار اگست (از پرائیویٹ سیکرٹری صاحب) صحت کا دریافت کرنے پر فرمایا:- "اب خدا تعالیٰ کے فضل سے نزلہ کی تکلیف میں افاقہ ہے"۔ احباب حضور کی کامل شفا یابی اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

تو نظر تو اپنی اُٹھا ذرا ترے سامنے وہ نگار ہے

(از محترم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

تجھے کیا ہوا مرے ہم نشیں تو حزین و سینہ فگار ہے
تجھے جبکہ زندہ خدا ملا تری کیوں یہ حالت زار ہے

تو غم و الم میں ہے مبتلا ترا دل یہ کیوں ہے بجھا بجھا
تو نظر تو اپنی اُٹھا ذرا ترے سامنے وہ نگار ہے

یہ تو سوگ کرنے کا دن نہیں یہ خوشی میں رقص کا وقت ہے
وہ خزاں کے دن تو گذر گئے یہ تو عین فصل بہار ہے

شبِ ہجر تھی وہ تو کٹ گئی شبِ قدر ہے صبحِ عید ہے
یہ تو یوم یوم وصال ہے ترے دل کو کیوں نہ قرار ہے

وہ سجود سب ترے کیا ہوئے جو تڑپ رہے تھے جبین پر
وہ جب حسن مجاز میں آگیا تجھے سجدہ کرنے سے عار ہے

وہ حسین جو عرش بریں پہ ہے اُتر آیا گویا زمین پر
تو اب اور کس کا ہے منتظر ترے گھر میں جلوۂ یار ہے

ہے فلک پہ فتح کا در کھلا تو زمین کے غم میں ہے رہ رہا
ترے سینہ میں دل زندہ ہے یا کہ حسرتوں کا مزار ہے

مرے ہم نفس تو خلیل بن تو بھی عشق کی آگ میں کود جا
تجھے گلستان کی تلاش ہے وہ تو منتظر تہ نار ہے

سبحان اللہ — من الہام

قادیان میں یوم آزادی کی تقریب

۱۵ اگست کو یوم آزادی کی تقریب پر حسب سابق احباب جماعت بصورت جلوس تقریب کے مناسب حال نعرے لگاتے اور اشعار پڑھتے مقام جلسہ نزد ڈاکخانہ پہنچے۔ جلسہ زیر صدارت مکرم باوا ابونت سنگھ صدر مقامی کانگرس کمیٹی ہوا۔ اس میں مکرم رحیم بخش صاحب امرتی نے ایک مختصر تقریر میں اپنے پرانے ہم وطنوں کو آزادی مل جانے پر مبارکباد دی اور اتحاد کی تلقین کی۔ اسی طرح مکرم ملک صلاح الدین صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ نے بھی اپنی تقریر میں اتحاد و اتفاق کی تلقین کی۔

سات بجے شام جناب خیراتی رام صاحب سرپنچ ممبر سٹیٹ کانگریس مجلس عاملہ و جناب بانکے بہاری صاحب بی۔ اے جنرل سیکرٹری بٹالہ منڈل کانگریس کی تقاریر کے موقعہ پر بھی جماعت کے احباب نے شرکت کی۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے نامآرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

شذرات

گئو بھگتوں کا شغل بیکاری

اس عنوان کے ماتحت معزز معاصر "ریاست" دہلی کا مرقومہ ذیل کا نوٹ قابلِ توجہ ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس مسئلہ پر عوام جذبات کی رَو میں بہہ جاتے ہیں۔ اور سنجیدگی سے غور کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

"انگریزوں کے زمانہ میں ایک سو برس تک انگریز فوجیوں کے لئے ہر چھاؤنی میں گائے کاٹی گئی۔ اور ہندوستان کے گئو بھگت اپنے گھروں کے اندر آرام کی نیند سوتے رہے اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا جو گائے کشی کے خلاف کبھی آواز بلند کرتا۔ مگر یہ واقعہ بے حد دلچسپ ہے کہ کانگرس گورنمنٹ کے برسرِاقتدار آتے ہی جب کہ آج ہندوستان کے کسی صوبہ کسی شہر اور کسی گاؤں میں بھی آزادی سے سارے گائے کشی نہیں ہو سکتی۔ تو ان میں سرگرمی پیدا ہو گئی ہے۔ اور یہ لوگ کانگرس گورنمنٹ کو بدنام کرنے کے لئے گائے کشی اور کانگرس گورنمنٹ کے خلاف نعرے لگاتے ہیں۔ چنانچہ اس ہفتہ ان لوگوں نے چند گایوں کو ساتھ لے کر پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرہ کیا۔ اور جب پولیس نے ان کو آگے بڑھنے سے روکا۔ تو انہوں نے اپنے جھنڈوں والے ڈنڈوں کی نوکوں سے پولیس پر حملہ کیا جس کے جواب میں ان پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ اور اب پارلیمنٹ میں پولیس کی سختی کے خلاف آہ و زاری کی جا رہی ہے۔

ہم ان گئو بھگتوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ یہ انگریزوں کے زمانہ میں ایک سو دس برس تک کہاں مرے رہے۔ جبکہ ہزارہا گائے ہر روز چھاؤنیوں میں چھری سے ذبح کی جاتی رہیں۔ اور اب جبکہ کسی ایک مسلمان کے لئے بھی یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ کھلے طور پر گائے ذبح کرے۔ بلکہ اس کا بھینس کا گوشت فروخت کرنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ تو ان گئو بھگتوں کا کانگرس گورنمنٹ کو بدنام کرنے کے لئے مظاہرے کرنا کیا سیاسی مکاری نہیں۔ جس کی کوئی انصاف پسند داد نہیں دے سکتا۔

یہ درست ہے کہ ہندوستان میں اس وقت قانوناً گائے کشی کی قطعی ممانعت نہیں۔ اور قانون کے مطابق بانجھ۔ بیکار اور بوڑھی گائے ذبح ہو سکتی ہے۔ جسے اقتصادی لحاظ سے جائز رکھا گیا ہے۔ کہ ملک کی انڈسٹری چمڑا حاصل کر سکے۔ چنانچہ جس صورت میں کہ ملک کو چمڑے کی ضرورت ہے۔ اور ہندوستان میں چار پانچ کروڑ مسلمان، ساٹھ لاکھ کے قریب عیسائی اور بہت کافی تعداد میں وہ غیر ہندو آباد ہیں۔ جو گائے کا گوشت کھانا جائز سمجھتے ہیں۔ کیا ہندوستان کی اس حالت میں یہاں گائے کشی کی قطعی اور قانوناً ممانعت کرنا جائز اور مناسب ہے جس پر ہر انصاف پسند شخص کو غور کرنا چاہیئے۔ اور کیا ایسے قانون کی موجودگی میں ہم ہندوستان کے ایک سیکولر اسٹیٹ ہونے کا دعوے کر سکیں گے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ معقولیت پسند ہندو اس مسئلہ پر سنجیدگی اور انصاف کی سپرٹ میں غور کریں"

(ریاست دہلی ۵۸ء)

وفات حضرت عیسےٰ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر یقینی طور پر بتایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور با دلائل ثابت کیا کہ آپؑ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور آپؑ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اور وہیں مدفون ہیں۔ اناجیل۔ قرآن مجید۔ احادیث۔ آثار۔ قدیمی کتب طب وغیرہ سب سے قوی شواہد پیش کئے۔ آپؑ نے بتایا کہ حضرت عیسےٰ کی وفات میں ہی اسلام کی حیات ہے۔ ابتداء میں حضور پر کفر کے فتاویٰ لگائے گئے۔ لیکن بالآخر مخالفین اس بات پر بحث کرنے سے ہمیشہ کتراتے تھے۔ اور آج سے دس سال قبل سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر کے پروفیسر الاستاذ محمود شلتوت نے مدلل فتویٰ دیا کہ قرآن مجید کی رو سے حضرت عیسےٰ وفات پا چکے ہیں۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ یورپ کے لوگ بھی اس امر کے قائل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ نیو یارک کی خبر ہے کہ امریکہ کے لوتھران کلیسا کے بڑے پادریوں کے ایک بورڈ نے ۳۱ سالہ پادری جارج کرسٹ کو ریاکاری کا مجرم قرار دیا ہے اور ان وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ پادری یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ حضرت عیسےٰ جسمانی طور پر آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی علالت

سکندر آباد دکن سے شیخ داؤد احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی بعارضہ بلڈ پریشر بیمار ہیں۔ احباب جماعت اس قیمتی وجود کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

—— (ادارہ) ——

اخبار احمدیہ

دہلی ۱۰ر اگست۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ تار ارشاد فرمایا ہے کہ مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے مبلغ آٹھ ہزار روپیہ فوری طور پر امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ کو ارسال کیا جائے اور جماعت میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے چندہ کی تحریک کی جائے

ربوہ ۱۲ر اگست۔ کثرت باراں سے ربوہ کے قریب ریلوے لائن کو نقصان پہنچنے کے باعث گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ ریلوے افسران کی خواہش پر خدام الاحمدیہ نے ۶½ گھنٹے کی متواتر محنت سے اسے گاڑیوں کی آمد و رفت کے قابل بنا دیا۔

قادیان ۱۲ر اگست۔ بمقدمہ واپسی جائیداد صدر انجمن احمدیہ بعدالت اسسٹنٹ کسٹوڈین صاحب گورداسپور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ پیش ہوئے۔ اور ۱۴ر اگست کو بھی بکار سلسلہ گورداسپور گئے۔

قادیان ۱۲ر اگست۔ بعد عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت مکرم حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت مکرم رحیم بخش صاحب امریکی نے برٹش گی آنا کے مذہبی حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے قبول احمدیت کے حالات سنائے اور ۱۴ر اگست کو بعد عشاء مسجد اقصےٰ میں زیر صدارت مکرم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی (لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ) مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم نے مغربی افریقہ کے تبلیغی حالات سنائے۔ ہر دو تقاریر (جن کا خلاصہ الگ درج کیا گیا ہے) بہت ایمان افروز تھیں۔

قادیان ۱۵ر اگست۔ عبد الرشید صاحب نیاز درویش کے ہاں لڑکی تولد ہوئی اللہ تعالےٰ نومولودہ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔

۱۷ر اگست بمحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ڈاکٹری مشورہ کیلئے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کو امرتسر لے گئے اور شام کو واپس تشریف لے آئے۔

۱۷ر اگست گوا کی آزادی کے سلسلہ میں تمام پارٹیوں کی طرف سے متحدہ طور پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب صدر میونسپل کمیٹی ڈاکخانہ کے قریب جلسہ ہوا۔ جس میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ حکومت ہند اس بارہ میں اپنے طریقِ کار کو تبدیل کرے۔ اس جلسہ میں دیگر افراد کے علاوہ ملک صلاح الدین صاحب نے بھی تقریر کی۔

کراچی۔ مکرم حافظ بشیر الدین صاحب و مکرم مولوی نور الدین صاحب منیر بحری جہاز کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے لئے عازم مشرقی افریقہ ہو گئے۔ احباب انکے بخیریت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔

ربوہ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر سب سے پہلے ربوہ اور سیالکوٹ کی جماعتوں نے لبیک کہتے ہوئے علی الترتیب ایک ہزار اور پانصد روپیہ مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کی امداد کے لئے [illegible]

زائرین

مندرجہ ذیل احباب قادیان تشریف لائے :-

(۱) ۱۰ر اگست۔ محمد خان صاحب چک $\frac{158}{ج.ب}$ ضلع لائلپور سے (۲) ۱۱ر اگست مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ و اہلیہ محترمہ میر رفیع احمد صاحب سابق درویش مع بچگان کراچی سے۔ حکیم عبد القدیر صاحب کانانی مع اہل و عیال لاہور سے۔

(۳) ۱۲ر اگست ربوہ سے چوہدری صدر دین صاحب (داماد حاجی محمد دین صاحب تہالوی) (۴) ۱۴ر اگست۔ میاں مولا بخش صاحب بمعیت اپنے پوتے عزیز بشیر احمد پسر عبد الکریم صاحب درویش مبارک احمد صاحب (از اقارب میاں محمد اسمٰعیل صاحب کارکن امور عامہ) بیگم بی بی صاحبہ (دختر میاں جلال الدین صاحب) چوہدری کرامت اللہ خاں صاحب پسر چوہدری برکت علی خاں صاحب وکیل المال ربوہ (از اقارب چوہدری محمد احمد صاحب) داؤد احمد صاحب (از اقارب چوہدری عبد السلام صاحب)

مندرجہ ذیل احباب واپس تشریف لے گئے :-

(۱) ۸ر اگست مرزا لطف الرحمٰن صاحب مولوی غلام احمد صاحب بدوملہوی۔ پیر بشیر احمد صاحب۔ پیر سعید احمد صاحب۔ عبد الرحیم صاحب خورشید احمد صاحب۔ ڈاکٹر نثار احمد صاحب (۲) ۹ر اگست محمد یوسف صاحب مع والدہ محترمہ (۳) ۱۲ر اگست۔ مولوی فضل الدین صاحب مع اہل و عیال و نصیر احمد خاں صاحب مع اہل و عیال (۴) ۱۳ر اگست۔ چوہدری سلطان محمود صاحب۔ ملک رشید احمد صاحب مع والدہ محترمہ و ہمشیرہ صاحبہ و محترمہ سعیدہ خانم صاحبہ۔ محمد خان صاحب۔

حضرت اماں جی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از مکرم صاحبزادہ میاں عبد المنان صاحب عمر ایم۔ اے۔ ابن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اماں جی محترم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ساڑھے بارہ بجے ہم سے جدا ہو کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جانیوالا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت اماں جی کی عمر ۹۳ سال تھی۔ پھر بھی یادداشت حیرت انگیز تھی۔ اس بیماری میں بھی بعض ملنے والی ایسی عورتوں کو پہچان لیتی تھیں جنہیں مدتیں گذر چکی تھیں۔ آپ کی عظمت و افتخار کا یہ مقام ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سب سے پہلے آپ نے کی۔ اور لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب بیعت کا آغاز کیا۔ تو جس طرح مردوں میں سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ وہاں عورتوں میں سب سے پہلا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ پھر نور الدین رضی اللہ عنہ جیسے عظیم الشان انسان کی زوجیت کے لئے خود مامور وقت نے آپ کا انتخاب فرمایا۔

ہم بھائی چھوٹے تھے۔ جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا جس محبت۔ وقار۔ جرأت اور شفقت کے ساتھ آپ نے ہماری تربیت کی۔ اور پرورش کے بار کو سنبھالا۔ وہ ایک کمیاب مثال ہے۔ آپ کے اخلاق کا نمایاں جوہر مہمان نوازی تھا۔ بلا مبالغہ ہزاروں ہزار انسان ہیں۔ جن کی خدمت اور مہمان نوازی کا شرف آپ کو حاصل ہوا۔ فارسی نہ صرف یہ کہ آپ کی مادری زبان تھی۔ بلکہ اس کے مزاج کے ساتھ بھی آپ کو گہرا لگاؤ تھا۔ اور ہمیشہ مثنوی مولانا روم اور دیوان حافظ زیر مطالعہ رکھتی تھیں۔ بلکہ یہاں ربوہ آکر بھی جب ان کی یہ دونوں محبوب کتابیں قادیان میں رہ گئیں۔ تو دو سال ہوئے جب آپ نے مثنوی مولانا روم کے متعلق مجھے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ میں نے مثنوی کے سارے دفتران کے لئے منگوائے۔ اور آپ وقتاً فوقتاً انہیں پڑھتی رہتیں۔ اخباروں کے مطالعہ کی بھی عادت اور شوق تھا۔ گفتگو میں اکثر فارسی اور اردو اشعار اور امثلہ بیان کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابندی کو ہمیشہ قائم رکھا۔

آخری بیماری میں جب عرض کیا گیا۔ کہ برادرم عبد السلام صاحب عمر کو سندھ سے منگوا لیا جائے تو فرمایا۔ نہیں۔ ہمارے زور دینے پر کہا۔ کہ انہیں تکلیف ہوگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ برادرم محترم میاں عبد السلام صاحب وفات سے تین روز پہلے پہنچ گئے۔ غرض اپنے بچوں کے آرام کا ہمیشہ خیال رکھا۔ لیکن اس کے باوجود سلسلہ کی خدمت پر ہمیشہ کمربستہ رہنے کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔

سلسلہ کی تاریخ کے بہت سے ابواب آپ سے وابستہ ہیں۔ اور مختلف جہتوں سے آپ کا ذکر کئے بغیر سلسلہ کی تاریخ مکمل نہیں۔ اسی حق کی بناء پر دوستوں سے یہ التجا کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ ان کے درجات کی ترقی کے لئے دوست دعا فرمائیں۔ اور ہم عاجزوں کو بھی ان کے توسط سے اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ ہمارا بہت بڑا سہارا ہم سے جدا ہو گیا ہے ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں

—— (۲) ——

الحکم کی فہرست مضامین میں ایک صفحہ عورتوں کا بھی ہوتا تھا۔ اور عرفانی صاحب کا یہ خیال تھا کہ:-

" اس صفحہ کی ترتیب کا چارج کسی تربیت یافتہ خاتون کے ہاتھ میں ہو۔ آخر دس فروری ۱۹۰۱ء کے الحکم میں ایڈیٹر صاحب کی طرف سے ذیل کا نوٹ شائع ہوا۔

" الحمد للہ کہ ہماری یہ دلی آرزو پوری ہوئی۔ اور ہماری تحریک پر دار الامان کی ایک لائق اور واقف کار خاتون نے محض اپنی بہنوں کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے اس بجا حتی الوسع امداد کا وعدہ فرمایا ہے"

اور اس کے ساتھ ہی " ایمان بدوں عمل زہر مردہ ہے" کے زیر عنوان حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کا ایک مضمون شائع کیا۔ اور اس کے بعد آپ نے " م ب " کے قلمی نام سے تربیت اولاد پر مضامین لکھنے شروع کر دیئے میرے خیال میں آپ سب سے پہلی احمدی مضمون نگار ہیں۔ اور آپ ہی کی تحریک سے " ام ساجدہ " وغیرہ نے مضامین لکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی شادی کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو لکھا:-

اللہ جل شانہٗ سے چاہیں۔ کہ اپنے فضل و کرم سے آپ کی صافی محبت و تعشق پیدا کر دیوے۔ کہ یہ سب امور اللہ جل شانہٗ کے اختیار میں ہیں۔ اب اس نکاح سے گویا آپ کی ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ اور چونکہ انسان ہمیشہ کے لئے دنیا میں نہیں آیا۔ اس لئے نسلی برکتوں کے ظہور کے لئے اب اسی پیوند پر امیدیں ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے لئے یہ بہت مبارک کرے۔ میں نے اس مخلص ناصح صاحب اسرار اور واقف لوگوں سے اس لڑکی کی بہت تعریف سنی ہے۔ کہ بالطبع صالح عفیفہ اور جامع فضائل محمودہ ہے۔ اس کی تربیت و تعلیم کے لئے بھی توجہ رکھیں۔ اور آپ پڑھایا کریں۔ کہ اس کی استعدادیں نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور اللہ جل شانہٗ کا نہایت فضل اور احسان ہے کہ یہ جوڑ بہم پہنچایا۔ ورنہ اس قحط الرجال میں ایسا اتفاق محالات میں سے ہے"

" چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے"

ایسے عظیم الشان انسان کی شریک زندگی کے متعلق امام وقت کے مندرجہ بالا الفاظ آپ کی علو مرتبت کا بے نظیر ثبوت ہے۔

حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا دعا کو زبردست مؤثر چیز سمجھتی تھیں۔ اور آپ کی ساری زندگی اس محور کے گرد گھومتی رہی۔ جنوری ۱۹۱۱ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے بیمار تھے۔ لیکن جلسہ سالانہ پر آنے ہوئے دوستوں کو اپنے زیر سب توجہ دکھ کر بھی کچھ سنانا چاہتے تھے چنانچہ آپ نے جماعت کو خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا:-

" ابھی کل کی بات ہے یا رات کی کہ ایک نکتۂ معرفت میرے کان میں پڑا۔ میری بیوی نے کہا۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کو یہ تکلیف کیوں پہونچی میں نے کہا۔ اللہ کے مخفی در مخفی راز ہیں۔ کہا ایک وجہ میرے خیال میں بھی آتی ہے۔ کہو تو سناؤں میں نے کہا۔ ہاں کہنے لگیں۔ تمہاری عادت تھی۔ کہ جمعہ کے بعد دعاؤں میں لگے رہتے تھے۔ تم وہ دعا کا وقت چھوڑ کر ایک امیر کو ملنے کو چلے گئے۔ مجھے یہ نکتہ بہت پیارا لگا "

طب میں بھی آپ کو اچھی خاصی دسترس تھی مارچ ۱۹۱۲ء کی بات ہے۔ کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ

" اب تو میری بیوی نے بھی طب سیکھ لی ہے"

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے متعدد بار اس چیز کو بیان کیا ہے۔ کہ رزق کی طرف سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا یقین دلا دیا ہے کہ اب وہ میری تمام ضرورتوں کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرماتا ہے۔ اور میں نے ساری عمر اس کا تجربہ کیا ہے۔ یہی تجربہ ہم نے حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دیکھا۔ میں نے انہیں کبھی روپیہ جمع کرتے نہیں دیکھا۔ جو رقم بھی آئی۔ خواہ وہ ہزاروں سے بھی متجاوز کیوں نہ ہو۔ جلد سے جلد اسے صرف کر دیتیں۔ اور یہ صرف بھی ہمیشہ مہمانوں اور غریبوں اور دوستوں اور اقارب پر ہوتا تھا۔ اپنی ذات پر با آرام و تعیش کے لئے یہ صرف نہیں ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام ضرورتوں کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرمایا ہے۔ اور آپ کے ہاتھ کو تنگ ہوتے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر فیاض میری آنکھوں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے اس عظیم الشان قول کو حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی زندگی کے ہر لمحہ میں پورا ہوتے میں نے خود دیکھا ہے۔

" مجھے کسی سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہونا۔ میری بیوی۔ میرے بچے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے "

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میرا نام آسمان پر عبد الباسط ہے۔ اور باسط اسے کہتے ہیں۔ جو فراخی سے دیتا ہے۔ حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی زندگی اس کا ایک عملی ثبوت تھی۔

مجھے حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی کسی ایسی خواہش کا علم نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو۔ یہ فقرہ چھوٹا ہے لیکن ہر شخص اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھے کہ الٰہی فضل و احسان کا کتنا عظیم الشان مورد کس کس شخص کی کتنی کتنی زندگی ہے۔ ہمارے بڑے بھائی صاحبزادہ عبد السلام عمر نے وفات سے کچھ ہی پہلے جب آپ سے پوچھا کہ آپ کی کوئی خواہش باقی ہے۔ جو ابھی پوری نہ ہوئی ہو۔ فرمایا:-

" نہیں بس اب اپنے اللہ ہی کو ملنا ہے "

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے متعلق الحکم میں لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تیرہ چودہ برس سے تم ہمارے ساتھ رہتے ہو کبھی کسی وقت تم نے مجھے غمگین پریشان اور گھبراہٹ میں دیکھا۔ اس نے عرض کیا ہرگز نہیں فرمایا۔ مومن لاخوف ولا یحزن ہوتا ہے۔ اس شعر نے مجھے بڑا فائدہ پہنچایا ہے ؎

کہیں نہ کہدے عدو دیکھ کر مجھے غمگیں
یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

اس کے متعلق میں نے حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا۔ یہی ان کا جواب تھا۔

(دلفگار عبد المنان عمر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی زیرنگرانی

لنڈن میں مبلغین اسلام کی تاریخی کانفرنس

کانفرنس میں پیشکردہ سوئٹزرلینڈ مشن کی رپورٹ

سوئٹزرلینڈ مشن

۱ سوئٹزرلینڈ میں باقاعدہ کام ۱۹۴۸ء کی ابتداء سے شروع کیا گیا۔ جس کا طریق تبلیغی اجلاسوں کا انعقاد تھا۔ یہ تبلیغی جلسے اب بھی ہوتے ہیں۔ ان میں لوگ یا دعوت ناموں کے نتیجہ میں۔ اور یا اخبار میں شائع ہونے والے اعلان کے نتیجہ میں شمولیت کی غرض سے آتے ہیں۔ بالعموم پہلے ایک تقریر کی جاتی ہے۔ اور پھر حاضرین کو سوالات کے ذریعہ اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ اس سے حلقۂ واقفیت وسیع ہوتا۔ اور اسلام سے دلچسپی رکھنے والوں کا علم ہوتا ہے۔ سال میں ایک دفعہ دیگر مذاہب کے نمائندگان کو بھی ایک ہی پلیٹ فارم سے ایک موضوع پر بولنے کا موقعہ بہم پہونچایا جاتا ہے۔ تا حاضرین خود موازنہ کر سکیں۔ ایسے جلسے بہت کامیاب رہے ہیں۔

تبلیغی کام جرمن زبان میں کیا جاتا ہے۔ ملک کا بہتر فیصدی علاقہ جرمن زبان بولتا ہے بقیہ علاقہ میں فرانسیسی اور اطالوی زبان بولی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مشن کو یہ توفیق حاصل ہوئی۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ جرمن میں شائع کرے۔ علاوہ ازیں بعض رسالے بھی جرمن زبان میں شائع کئے ہو چکے ہیں۔ ان میں ایک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل ہے۔ ایک رسالہ "مسیح کا ذکر قرآن میں" کے نام پر شائع کیا گیا ہے۔ ایک کتاب بعنوان "اسلام یا عیسائیت" زیر طبع ہے۔ جرمن زبان میں کچھ اور کتب و رسالہ جات بھی۔ جو ہمارے جرمن مشن کی طرف سے شائع شدہ ہیں۔

اس مشن کی طرف سے ایک پرچہ "اسلام" کے نام پر گزشتہ چھ سال سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ جس میں مضامین کے ذریعہ اسلامی تعلیم کو پھیلایا جاتا ہے۔ اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں یہ پرچہ نامہ نگاروں۔ طلباء۔ مستشرقین اور دوسرے علمی طبقہ میں بھیجا جاتا ہے۔ اب یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اس پرچہ کو زیادہ وسیع پیمانہ پر چھپوا کر شائع کیا جائے۔ تا وسطی یورپ سے اٹھنے والی اسلامی آواز میں زیادہ قوت اور شوکت پیدا ہو۔

سوئٹزرلینڈ سے ملحق حسب ذیل ممالک ہیں۔ جرمن۔ فرانس۔ اٹلی اور آسٹریا۔ جرمنی میں تو ہمارا مشن موجود ہے۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جنوبی یورپ کو تبلیغی لحاظ سے ایک یونٹ بنا کر تبلیغ کو وسیع کیا جائے۔ اس سلسلہ میں اٹلی میں ایک مشن کھولا جا رہا ہے۔ اور آسٹریا میں دوروں کے ذریعہ تبلیغی کوششوں کو پھیلایا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

گو ابھی یہ مشن ابتدائی حالت میں ہے تاہم لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے اسلام کو قبول کر لیتے ہیں۔ ایسے نو مسلموں کو نماز سکھائی جاتی ہے۔ اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا جاتا ہے بعض ان میں سے قرآن کریم اور عربی پڑھنے کا بھی شوق رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہیں اسباق دیئے جاتے ہیں بعض اوقات قرآن کریم کا درس بھی جاری کیا جاتا ہے۔

ابھی تک تبلیغی کارروائی کو ملک کے سب علاقوں تک وسیع نہیں کیا جا سکا تھا۔ چنانچہ اس وقت تک جن مقامات میں تبلیغی اجلاس منعقد کئے گئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

زیورک۔ برن۔ بازل۔ باڈن
ونٹرتھور۔ سینٹ گالن۔ شاف
ہاؤزن۔

اب دوسرے شہروں میں بھی تبلیغی جلسے کئے جائیں گے۔ اور مختلف مقامات میں اسلام سے دلچسپی رکھنے والے حلقوں کے ساتھ واقفیت پیدا کی جائے گی۔ وباللہ التوفیق

سوئٹزرلینڈ گو چھوٹا ملک ہے۔ لیکن بین الاقوامی لحاظ سے اسے ایک خاص مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہاں سے اٹھائی ہوئی آواز کا اثر ہمسایہ ممالک پر اس سے بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ کہ اس ملک کے تعلقات ہمسایہ ملک سے اچھے ہیں۔ اور اچھے رہے ہیں۔ اس لئے وہ یہاں سے اٹھائی گئی آواز کو نہ تو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور نہ ہی تعصب کی نظر سے۔ ارادہ ہے کہ وسطی یورپ کے اس تبلیغی مرکز کو زیادہ مضبوط کیا جائے اور جوں جوں حالات اجازت دیں۔ یہاں ایک مشن ہاؤس لائبریری اور مسجد تعمیر کی جائے تا خدائے واحد کا نام اس ملک سے زیادہ زور کے ساتھ بلند ہو۔ یہاں کے لوگ ابھی تثلیث کے ہی گرویدہ ہیں۔

حکومت ملک کا رویہ ہمارے ساتھ اچھا ہے۔ پہلے پہلے چرچ والوں کی مخالفت کی وجہ سے ہمیں یہاں ٹھہرنے میں کچھ عارضی مشکلات ہو گئی تھیں۔ لیکن پھر حالات جلدی سازگار ہو گئے۔ ہماری تبلیغی مساعی کا اثر ملک کے علمی طبقہ پر بالخصوص خوشگوار ہے۔ اور لوگ یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کرنے کے سلسلہ میں اور اسلامی تعلیم کا عملی پہلو دکھانے میں جو خدمت یہ جماعت کر رہی ہے۔ اس کی مثال دوسری جگہ ملنی ممکن نہیں۔ اخبارات میں بھی بعض دفعہ مشن کی کوششوں کا چرچا آ جاتا ہے۔ اور جب کبھی اسلام کی تائید یا مخالفت میں کوئی رو اٹھے تو اس مشن کا ذکر ضرور آ جاتا ہے۔ اس مشن کا تعلق بوجہ ملک کی مرکزی حیثیت کے بہت سے دوسرے ممالک کے ساتھ دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مزید معلومات کی خواہش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کے جرمن ترجمہ پر متعدد اہم اخبارات میں مفصل ریویو شائع ہو چکے ہیں۔ اور بعض ابھی تک شائع ہوتے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اخباری حلقہ میں بالعموم اور عوام میں بالخصوص اس امر کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اس ملک میں اسلام کی نمائندگی موجود ہے۔ اور وہ اسلام کے خلاف جو دل چاہے نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ غلط باتوں کے جواب کا بھی اہتمام موجود ہے۔ ایک دفعہ سوس ریڈیو سے ایک کھیل ڈرامہ کی شکل میں پیش کیا جانے والا تھا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے بعض صحابہ کرام کی زندگی کو اپنے رنگ میں بعض اداکاروں کے ذریعہ دکھایا جانا تھا۔ جب ہمیں پتہ چلا تو ہم نے احتجاج کیا۔ جس پر کھیل نشر ہونے سے رہ گیا۔ بعد میں اخبارات میں کثرت سے اس کا چرچا ہوا۔ اور ہماری مخالفت اور تائید میں مضامین شائع ہوئے۔ دو دفعہ سوس ٹیلی ویژن پر انٹرویو کا موقعہ بھی ملا۔

اب اسلامی مضامین پر مزید کتب تیار کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی۔ اور حالات سازگار رہیں۔ تو کام کو ہر لحاظ سے وسعت دینے کی سکیم ہے۔ ملک کے مختلف حصے بنا کر ان میں تبلیغی جلسوں کے ذریعہ کام کو بڑھایا جائے گا۔ پرچہ "اسلام" کے نئے معیار کے مطابق شائع ہونے پر اسلام کی آواز کو لوگ زیادہ توجہ اور شوق کے ساتھ سنیں گے۔

(الفضل ۸/۵۵ ۷)

قادیان میں ۲ جلسے

(از مولوی بشیر احمد صاحب ناصر گیانی قادیان)

(۱)

قادیان ۱۲ر اگست بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم رحیم بخش صاحب عبد الرحمن نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے برٹش گی آنا کے احمدی احباب کا السلام علیکم پہنچایا۔ پھر فرمایا کہ احباب قادیان کی زیارت سے میرے ایمان کو ایک گونا تازگی حاصل ہوئی ہے کیونکہ آپ ہی وہ احباب ہیں جن کے متعلق آخرین منہم کے الفاظ آئے ہیں دوسری طرف خاکسار کی آمد سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی پوری ہو کر ہم سب کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔ آپ نے برٹش گی آنا کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے آباؤ اجداد قریباً دو صد برس پیشتر ہندوستان سے امریکہ گئے۔ اور وہاں آباد ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کی زبوں حالی دنیا کے ہر مقام پر یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ .... الحدیث کی مصداق ہے۔ برٹش گی آنا کے مدارس میں عیسائیت کی تعلیم لازمی ہونے کی وجہ سے وہاں کے مسلمان دھڑا دھڑ عیسائی ہو رہے ہیں۔ اسلئے مجھے بھی عیسائیت کی تعلیم حاصل کرنا پڑی۔ بعد ازاں اتفاق سے مجھے ٹیچنگز آف اسلام (اسلامی اصول کی فلاسفی) دستیاب ہوئی جس نے میرے دل پر ایک گہرا اثر کیا۔ مزید لٹریچر کے لئے قادیان خط لکھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کی طرف سے دس کتب موصول ہوئیں۔ اس طرح مجھ پر احمدیت کی صداقت کھل گئی۔ اور ۱۹۴۷ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا۔

۱۹۵۰ء میں مزید اسلامی تعلیم کی تکمیل کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست ارسال کی جسے حضور نے از راہ شفقت منظور فرما لیا۔ اور میں پاکستان آ گیا۔ پھر ربوہ پہنچ کر عرصہ چار سال سے تکمیل تعلیم میں مشغول ہوں۔

آپ نے بیان کیا کہ برٹش گی آنا کے آپ سب سے پہلے احمدی ہیں جنہیں مرکز احمدیت میں (باقی صفحہ ۵ پر)

ذکر و فکر

تحریک احمدیت کو اشتعال انگیز تقریروں اور استہزاء سے مٹایا نہیں جا سکتا

(المنیر لائلپور)

از اسسٹنٹ ایڈیٹر

لائلپور (پاکستان) سے "المنیر" نام سے ایک ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا ہے۔ جسے مولوی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی "جماعت اسلامی" کا ترجمان ہونے کا بھی فخر حاصل ہے۔ دیگر مخالفین احمدیت کی طرح کچھ عرصہ سے یہ اخبار بھی اپنی دکان چمکانے کے لئے ان کے آزمودہ طریق کو اپنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اس غرض سے اُس نے "ربوہ کی سیر" کا مستقل کالم شروع کر رکھا ہے۔ بایں ہمہ ۱۰ اگست کے ایشوع میں جو مضمون اس عنوان کے ماتحت شائع ہوا ہے۔ وہ درحقیقت احمدیت کی فتح اور اپنی اور دیگر مخالفین احمدیت کی ناکامی کا "اعتراف" ہے۔ ذیل میں اس کے بعض حصے مع تبصرہ کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں

احمدیت کی کامیابی کا اعتراف

مضمون نگار جماعت احمدیہ کے بعض مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قادیانی جماعت ان تمام مخالفتوں کے علی الرغم بڑھتی چلی گئی اور آج مخالفت کے بڑھتے طوفان اس کے خلاف اُٹھے ان کی لہریں تو آہستہ آہستہ دبتی اُبھرتی رہیں لیکن یہ گروہ پھیلتا چلا گیا۔"

اگر مضمون نگار جماعت احمدیہ کی نسبت تعصب کی پٹی اُتار کر قرآنی آئینہ سے احمدیت کی اس ترقی پر غور کرے تو بلاشبہ اُس پر اپنا موقف واضح ہو جائے گا۔

احمدیت کا ہمیشہ سے یہی دعویٰ رہا ہے کہ وہ موجودہ زمانہ میں اسلام کی صحیح تصویر اور اس کی نشأۃ ثانیہ کا زندہ نمونہ ہے اور اُس کی بنیاد قرآنی آیات پر قائم ہے۔ پس ضرور تھا کہ اُسے بھی دیگر روحانی جماعتوں کی طرح آہستہ آہستہ روحانی غلبہ حاصل ہوتا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کی پاک کلام نے اس غلبہ کو اصولی طور پر بایں الفاظ بیان کیا ہے:۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی

کہ خدا کا یہ فیصلہ کہ وہ اور اُس کا رسول ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ پھر یہ غلبہ کس طور سے ظاہر ہوتا ہے۔ خدا نے خود ہی فرمایا:۔

انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون۔

یعنی یہ روحانی غلبہ اس طرح ہوگا کہ باوجود مخالفین کی مخالفتوں کے یہ نیک جماعت بڑھتی چلی جائے گی۔ اور مخالفین ہی سے کٹ کٹ کر ایک حصہ اس میں شامل ہوتا چلا جائے گا۔ اور اس طریق سے مخالفین خود اندازہ لگا سکیں گے کہ کیا وہ غالب رہے ہیں؟

مخالفین احمدیت کی ناکامی

مضمون نگار صاحب بعض مخصوص مخالفین احمدیت کے اسماء بیان کرنے کے بعد ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ایسے بیسیوں بزرگ ہیں جنہوں نے قادیانیت کی مخالفت کو اپنی زندگی کے اہم مقاصد میں شامل کیا۔ اور بہت بڑی حد تک اس فتنہ کی نقاب کشائی میں کامیاب رہے۔"

پھر جس "کامیابی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اُس کی تفصیل بھی ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:۔

"جن لوگوں نے انفرادی یا اجتماعی طور پر اس گروہ کی مخالفت کی ہے اگرچہ ناکام نہیں رہے اور جتنا کام انہوں نے کیا اس سے زیادہ کامیابی حاصل کی .... تاہم وہ اس فتنے کو ختم کرنے کا مقصد حاصل نہیں کر پائے۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ان سے جو کچھ ممکن تھا انہوں نے کیا لیکن اس فتنے کو قائم رہنا اور بڑھنا تھا وہ قائم ہی رہا اور پھیلا بھی۔ اب اس کا استیصال ہم پر فرض ہے ہمیں اس سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے۔"

اس پر ہمیں مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ قارئین کرام خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کی کامیابی کیسے رہی۔ البتہ ہماری درخواست ہے۔ کہ ایک طرف محولہ بالا عبارات کو رکھیں اور دوسری طرف قرآن کریم میں بیان فرمودہ آخری زمانہ میں محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے جانشین احمد رسول کے مخالفین کی تصویر پر غور کریں۔ جہاں کہ خدائے ذو العرش فرماتا ہے:۔

"یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون"

یعنی احمد رسول کے مخالفین کا پروگرام یہی ہوگا کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے نور خداوندی کو بجھا دیں مگر یہ ناممکن ہے کیونکہ اُن مخالفتوں کے علی الرغم خدا اس نور کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر چھوڑے گا۔

پس ہمارا دعویٰ ہے کہ اس "پارٹی" کی مخالفت بھی احمدیت کا کچھ بگاڑ نہ سکے گی بلکہ یہ بھی اپنے اسلاف کی طرح اپنے مقصد کو نہ پا سکیں گے اور اپنے بدارادوں میں پہلوں کی طرح ناکام گذریں گے (دھتوا بمالم ینالوا)

جماعت کی ترقی کے اصل اسباب

"المنیر" کے مضمون نگار کی عجب حالت ہے۔ ایک طرف احمدیت کی روزافزوں ترقی سے مرعوب ہے۔ دوسری طرف ایک جماعت کا عناد اُسے اصل اسباب تک پہنچنے میں روک بن رہا ہے جس طرح ایک شخص اپنی آنکھوں پر رنگین عینک لگا کر ہر شئے کو بدلا ہوا پاتا ہے۔ دراصل یہی حالت اس وقت مضمون نگار کی بن کر رہ گئی ہے چنانچہ بجائے اس کے ہر زمانہ کی روحانی جماعتوں کی ترقی پر احمدیت کی ترقی کو قیاس کر کے اپنے لئے ہدایت کے سرچشمہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا اُس نے اس کی کچھ اور ہی تعبیر کی۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"کم سواد قادیانی اس صورت حال کو (یعنی مخالفتوں کے علی الرغم جماعت کا بڑھتے چلے جانا۔ ناقل) اپنی صداقت کا نشان کہتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک اس کے برعکس اس کی تعبیر یہ ہے کہ قادیانی باطل نے اپنے ہاں چند فطری قوانین کو مستقل مزاجی کے ساتھ اپنایا ہے وہ اس کے باعث اگر کامیاب نہیں تو کم از کم زندہ ہیں"۔

اس کے بعد اس فطری قوانین کی تفصیل یوں بیان کی ہے:۔

(۱) "انہوں نے اپنی ایسی تحریک کو... ایسے نہج پر چلایا جس میں متعلقین کو مربوط رکھنے کے لئے مذہبی چاشنی کا گہرا رنگ دیا گیا چنانچہ ..... انہوں نے فنی تکنیک کے طور پر تعلق باللہ، نماز، تہجد، نوافل، صدقات، قربانی اور دوسرے تعمیری مسائل کو موضوع سخن بنایا ..... اور مسلسل و پیہم ان عنوانات پر تقریر و تحریر کے ذریعہ روشنی ڈالی اور سطح بین ناظرین و سامعین کو یہ باور کرا لیا کہ وہ سب سے زیادہ عابد و زاہد ہیں۔ اور ان کا مقصد زندگی اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے"۔

(۲) دوسری بات جو تحریک کے ہوشیار علمبرداروں نے اپنے گروہ کے اندر پیدا کی وہ اپنے مشن سے لگن ہے۔ چنانچہ ..... قادیانیوں میں ایک عنصر ایسا موجود ہے جو مستقبل میں اپنے عروج پر یقین رکھتا ہے۔ اور حال میں اپنے کام کو ایثار و قربانی سے انجام دینا اپنے لئے وجہ فخر سمجھتا ہے"۔

(۳) تیسری چیز جسے کچھ عرصہ سے قادیانی امارت نے احوال و ظروف کے تحت اپنے پروگرام میں شامل کیا ہے وہ عوام الناس سے ربط و تعلق کی راہیں نکالنا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سیلاب میں ان لوگوں نے پنجاب کے بعض دیہات میں کام کیا اور عین اس وقت جب لاہور میں مارشل لار کی گولیوں سے شہید ہونے والوں کے کراہنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لاہور کی دیواروں کے سائے میں قادیانی خلیفہ نے دیہات کا دورہ کیا۔ اور دیہاتی مسلمانوں کے بعض افراد نے انہیں مشکل کشا سمجھتے ہوئے اپنی التجائیں ان کے سامنے پیش کیں"۔

اگرچہ مضمون نگار نے اپنا زور لگا کر ایسے اسباب ڈھونڈھنے کی کوشش کی ہے۔ جو اُس کے خیال کے مطابق فطری قوانین کے زمرہ میں آتے ہیں۔ لیکن ہر شخص جو ان اسباب کو بنظر امعان مطالعہ کرے گا وہ فقط انہی مذکورہ اسباب کے باعث صداقت احمدیت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ذرا غور تو فرمایئے۔ کہ کیا آج سے پونے چودہ سو سال پہلے نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کے اندر یہی نمونہ نہیں ملتا۔ اور کیا اگر ان باتوں کو "محض ریاکاری اور تصنع" کی بدظنی سے چھوڑ دیا جائے تو پھر بتایئے! تعلق باللہ اور دیگر تعمیری امور کو چھوڑ کر آپ کے ہاتھ میں دین متین کا کونسا قابل ذکر حصہ رہ گیا؟

دوسرے نمبر پر جو وجہ بیان کی گئی۔ اس کے متعلق سوال یہ ہے کہ آخر ہزاروں افراد کے دلوں میں ایسی لگن کس نے پیدا کی؟ اور بقول آپ کے ان فطری قوانین کو مستقل مزاجی کے ساتھ اپنانے کی توفیق کس نے دی۔ بلاشبہ صرف اور صرف خدا ہی کے فضل اور رحم سے ایسا ہوا۔ کیونکہ ہزاروں سال سے خدا کا یہی سلوک اپنے نیک بندوں سے رہا ہے۔ کہ جب بھی وہ کسی روحانی پیشوا کے ہاتھ پر جمع ہوتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اُن میں ایسی لگن پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ ایثار و استقلال کے مجسمے بن کر اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اسی طرح یہ چیز کیونکر قابل اعتراض ٹھیری کہ جماعت اپنے محبوب امام کے ارشاد سے مختلف مواقع پر مستحق قابل امداد لوگوں کی مدد کرتی ہے۔ کیا اس طرح کی امداد انسانی فرائض میں داخل نہیں؟ کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت خدیجہؓ کا بیان "تکسب المعدوم اور تعین علی نوائب الحق" آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں رکھتا؟ افسوس جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کس طرح اندھے ہو رہے ہیں حالانکہ ایسے مواقع پر جماعت احمدیہ کا عوام الناس کے لئے ازراہ ہمدردی میدان عمل میں آنا دوسروں کے لئے مقام فکر ہے کہ باوجود اسلام کے علمبردار ہونے کا دعویٰ رکھنے کے ایسے اخلاق فاضلہ سے یکسر محروم ہیں، اور جو عوام کی خدمت کے لئے میدان میں آ جائے، اُس کی مساعی قابل اعتراض ٹھیریں؟

جناب عالی ان مواقع پر بے سہارا افراد کی مدد کرنا عین اسلام ہے۔ کیا ہوا جو دیگر نام نہاد اسلامی جماعتیں ایسا نیک نمونہ دکھانے سے محروم ہیں۔ مگر خدا نے اس مٹھی بھر جماعت کو محض اپنے فضل سے اس کی توفیق دی اور دے رہا ہے۔

جماعت کی ترقی پر غیظ و غضب

"المنیر" کے زیر نظر مضمون لکھنے کا اصل باعث الفضل میں شائع ہونے والی وہ اطلاعات ہیں۔ جو لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے زیر صدارت تمام براعظموں کے احمدی مبلغین کی کانفرنس سے تعلق رکھتی ہیں معاصر مذکور نے ان تمام اطلاعات کو بجنسہ نقل کر کے خاص غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے۔ کہیں جماعت احمدیہ کا ذکر تنابز بالالقاب سے کیا ہے۔ اور کہیں "تحفظ ختم نبوت" کے علمبرداروں کو کوسا ہے۔ چنانچہ مؤخر الذکر افراد کی نسبت لکھتے ہیں:۔

"غصے اور نفرت یا ہمیں مرعوبیت کے مورد الزام گردانے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیجئے کہ "تحفظ ختم نبوت" کے علمبرداروں نے اس منظم جماعت کی بیخ کنی کے لئے جو پروگرام تجویز کیا تھا۔ اس کے کتنے عناصر ایسے ہیں۔ جو اس قسم کی جماعت کا استیصال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں"

پیر لنڈن کانفرنس کی اطلاعات الفضل[1] سے نقل کرنے کے بعد مضمون نگار کی قلم سے کس طرح بے اختیار حق کا اظہار ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"خدارا غور کیجئے کتنی دُور رس سکیم ہے "تمام دنیا میں وسیع پیمانہ پر اسلامی لٹریچر کی اشاعت"۔ ایک اسی شق کو سامنے رکھئے اور بتلائیے کہ آپ کی یہ شور و غل بپا کرنے والی جماعتیں اس کا توڑ کیا مہیا کر رہی ہیں۔ اور جیسی معیاری تقاریر ہمارے ہاں قادیانیوں کے خلاف کی جا رہی ہیں کیا وہ اس منصوبہ بندی کا توڑ ہو سکتی ہیں"۔

کیا اس طور پر غیظ و غضب کا اظہار کرنے والے قرآن مجید کی حسب ذیل آیت پر سنجیدگی سے غور کریں گے۔ جس میں درحقیقت نشأۃ ثانیہ کے وقت اسلام کے حقیقی علمبرداروں کی ترقی کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

ومثلهم فى الانجيل كزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار (الفتح ع۴)

یعنی اس (روحانی جماعت) کی مثال انجیل میں اُس کھیتی کے ساتھ تشبیہ دے کر بیان کی گئی ہے۔ جو اپنی ابتداء میں نہایت نازک کونپل نکالتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ نشو و نما پا کر مضبوط اور تناور تنے والی بن جاتی ہے۔ اس کی اس طرح غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر ایک طرف خود کسان متعجب ہوتا ہے (کہ اُس کی محنت کیسے بار آور ہوئی) اور دوسری طرف منکرین و مخالفین کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں۔ اور وہ خواہ مخواہ غیظ و غضب آتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جماعت احمدیہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے۔ جو اُس کی حفاظت میں پروان چڑھ رہا ہے۔ اس لئے اس کے مخالفوں کا غم و غصہ ظاہر کرنا لازمی ہے۔

حرف آخر۔ اعتراف ہزیمت

باوجودیکہ مضمون نگار نے احمدیت کی ترقی اور ان کے ٹھوس اسلامی خدمات پر مقدور بھر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم اُسے احمدیت کی فتح اور اس کے مخالفین کی ہزیمت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں رہا۔ چنانچہ وہ اپنے مکتب خیال افراد کو مخاطب کرتے ہوئے صاف لکھتے ہیں:۔

"کیا ایسی تحریک کو اشتعال انگیز تقریروں کے ذریعہ ختم کیا جا سکتا ہے؟ کیا ایسے منظم ادارے کو جو سولہ صدی بددیانتی پر قائم ہو گدھے اور کتے کے جلوس نکالنے سے ناکام بنایا جا سکتا ہے؟ کیا یورپ و ایشیا میں ایک پلین کے ماتحت کام کرنے والے باطل کو کہاوتوں اور پھبتیوں اور استہزاء کے قہقہوں سے دنیا بدر کیا جا سکتا ہے؟؟؟

"خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کام کا جواب نعروں سے، مسلسل جدوجہد کا توڑ اشتعال انگیزی سے۔ علمی سطح پر مساعی کو ناکام بنانے کا داعیہ صرف پھبتیوں بیہودہ جلوسوں، اور ناکارہ ہنگاموں سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے جب تک وہ انداز اختیار نہ کیا جائے جس سے فکری اور عملی تقاضے پورے ہوں۔ ہنگامہ خیزی کا نتیجہ وہی برآمد ہو گا جس پر مرزا صاحب کا الہام انی مهين من اراد اهانتك صادق آئے گا"۔

اس سے بڑھ کر اور کیا اعتراف ہزیمت ہو سکتا ہے۔ اس موقعہ پر ہم مضمون نگار سے باادب یہ بھی گذارش کریں گے۔ کہ جس طرح بعد غور و فکر وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مخالفین احمدیت "فکری اور عملی تقاضوں کو پورا نہ کر سکنے کے باعث" اپنی کوششوں میں ناکام رہ کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہام کی صداقت کا موجب ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی اپنی علیحدگی کی گھڑیوں میں سوچیں کہ آخر احمدیت کی مقبولیت کہیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمودہ کے مطابق تو نہیں کہ

"اذا احب الله العبد يوضع له القبول فى الارض"۔

کہ جب خدا تعالےٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اہل دنیا کے دلوں کو اُس طرف پھیر دیتا ہے جو اندر ہی اندر اُس کی قبولیت کی طرف جھکے جاتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
پاک بر تر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اُٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

حضرت اماں جی کی وفات

(۳)

احباب جماعت کی طرف سے تعزیت

ربوہ ۹ر اگست۔ کل صبح مکرم پروفیسر عنایت علی خاں صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح لاہور۔ اور شیخ غلام قادر صاحب۔ حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات پر تعزیت کے لئے ربوہ تشریف لائے۔ آپ نے خاندان حضرت خلیفہ اولؓ کے ساتھ تعزیت کی۔

حضرت اماں جیؓ کی وفات پر اکناف عالم سے افراد جماعت نے جو پیغامات تعزیت مرکز ربوہ میں ارسال فرمائے ان میں سے صاحبزادہ میاں عبد المنان صاحب عمر کی طرف سے حسب ذیل احباب کے پیغامات الفضل میں شائع ہو چکے ہیں:۔

۱۔ سید داؤد احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ و صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی از لنڈن۔

۲۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری نور آرٹ پریس راولپنڈی

۳۔ میاں محمد شفیع صاحب ایم۔ ایل۔ اے پنجاب ایڈیٹر اقدام لاہور۔

۴۔ چوہدری مظفر الدین صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔

۵۔ مولوی محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ و پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

۶۔ والدہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ قریشی محمد عثمان صاحب انجنیئر فورٹ سمنڈیمن۔

۷۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ از لنڈن۔

۸۔ سید محمود احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ از لنڈن۔

۹۔ صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ از لنڈن۔

۱۰۔ قریشی محمد سلیمان صاحب ابن قریشی محمد عثمان صاحب انجنیئر ایشو افریقن کمپنی لمیٹڈ کراچی۔

۱۱۔ محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم رابعہ و امۃ الجمیل بیگم بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ از لنڈن۔

۱۲۔ حضرت امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

۱۳۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب و امۃ القدوس بیگم صاحبہ قادیان (۱۴) چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ (۱۵) میاں مسعود احمد خاں صاحب ابن نواب محمد علی خاں صاحب و محترمہ طیبہ بیگم صاحبہ پشاور۔ (۱۶) لفٹیننٹ کرنل سردار محمد حیات خاں صاحب قیصرانی ملتان (۱۷) چوہدری عبد الرحمان صاحب انچارج ابن حضرت مولوی شیر علی صاحب از کراچی (۱۸) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ (باقی ص۔۔)

[1] یہ اطلاعات اخبار بدر مجریہ ۷ر اگست میں شائع ہو چکی ہیں۔

تقریب سنگِ بنیاد مسجد احمدیہ چنتہ کنٹہ (دکن)

مورخہ ۸ر اگست [illegible] بروز پیر بعد نماز عصر مسجد احمدیہ چنتہ کنٹہ کا سنگِ بنیاد نصب کرنے کی تقریب منائی گئی۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم احباب نے بھی شرکت فرمائی۔

۲۰ × ۳۰ فٹ مسجد کی تعمیر کا فخر جماعت اور محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ ہی کو حاصل ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور آئندہ بھی ہر قسم کی دینی و دنیاوی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سنگِ بنیاد کی تنصیب سے بیشتر اسی مسجد کے احاطہ میں محترم پریذیڈنٹ صاحب کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہؤا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ افتتاح کے بعد مکرم شیخ نذیر احمد صاحب بشیر مولوی فاضل متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ (پاکستان) جو اسی گاؤں کے باشندہ ہیں۔ اور ان دنوں موسمی تعطیلات پر یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں نے ایک مختصر مگر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح دنیا میں ہر شخص اپنی رہائش کے لئے حیثیت و استطاعت کے مطابق زیادہ سے زیادہ آرام دہ مکان بناتا ہے تاکہ وہ اس دنیا میں آرام و سہولت کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول میں کوشاں رہے۔ بعینہٖ اگر انسان روحانی دنیا میں غور کرے تو وہ یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گا کہ خدا تعالےٰ سے مناجات اور پوری یکسوئی سے عبادات بجا لانے کے لئے مناسب عبادت گاہ کی ضرورت ہے۔

آپ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ جو شخص اس دنیا میں اللہ تعالےٰ کی خاطر مسجد بناتا ہے۔ اللہ تعالےٰ بھی اسکے لئے جنت میں اس جیسا گھر بناتا ہے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ تعمیر مساجد کا کام فی الواقع قابل فخر ہے۔ لیکن قرآن کریم نے بتایا ہے کہ مسجد وہی اچھی اور موجب برکت ہے جو خالص تقوےٰ کے ماتحت بنائی جائے۔ جس میں ریا و نمود کا شائبہ تک نہ ہو۔

مکرم شیخ صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعمیر کعبہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ "اے ابراہیمی بیٹو! آج کا دن تمہارے لئے بہت بڑی خوشی کا دن ہے اور آج تم دنیا کے سامنے بانگِ دہل یہ اعلان کرو کہ وہ خدا آج بھی زندہ ہے جس نے آج سے ہزاروں سال پہلے ہمارے آبا حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعاؤں کو بپایہ قبولیت جگہ دی۔ آج اس زمانہ میں ان کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے اور انہیں کی اولاد میں سے ہمیں مسلمان بنا کر خدا تعالےٰ کا گھر بنانے کی توفیق بخشی"۔

آپ نے فرمایا۔ "آج کا دن اس لئے بھی خوشی کا دن ہے کہ ہمیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے سالِ رواں کے پروگرام کے مطابق حضور کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ملی۔ نیز خدا تعالےٰ کے محض فضل اور اس کے احسان سے بنیاد کے لئے جو پتھر حضور اقدس ایدہ اللہ الودود کی خدمت میں دعا کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ اس کو حضور اقدس کی خدمت میں پیش کرنے اور اس کے بعد واپس قادیان تک پہنچانے کی سعادت اس عاجز ہی کو حاصل ہوئی۔ اور پھر غیر متوقع حالات میں سنگِ بنیاد کی تنصیب کے بابرکت موقعہ پر حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد آپ نے مسجد کی آبادی اور مسجد کے ذریعہ جماعت کی ترقی کے لئے دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کی۔

بعد ازاں بلند آواز کے ساتھ تمام احباب جماعت وہی دعائیں جو تعمیر خانہ کعبہ کے موقعہ پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی تھیں۔ یعنی ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا أمة مسلمة لك وأرنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحیم۔ اسی طرح ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وغیرہ پڑھتے رہے۔ اور محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت نے محراب میں ایک بکرا صدقہ کے طور پر ذبح کرنے کے معاً بعد اپنے دستِ مبارک سے وہ پتھر جس پر حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے دعا فرمائی تھی محراب کے دائیں پہلو میں نصب فرمایا۔ اس دوران میں دو اور بکرے مسجد کے دوسرے حصہ میں سیٹھ حسن محمد صاحب اور سیٹھ راج محمد صاحب کے ہاتھ سے ذبح کئے گئے۔

اسکے بعد تمام حاضرین نے نہایت تضرع سے اجتماعی دعا کی۔ اور یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں یہاں کے تمدن کے مطابق تمام حاضرین اور گاؤں والوں میں میٹھے دانے تقسیم کئے گئے۔ بالآخر تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس مسجد کو جس کی اجازت اور ہر قسم کے بنیادی کام کرنے کی بے لوث خدمت کا شرف جناب محمد عبدالرزاق صاحب ورکوری کو حاصل ہؤا۔ اللہ تعالےٰ اسے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ اور اس کو ہمیشہ ہمیش کے لئے آباد فرمائے۔ اور یہ مسجد نہ صرف یہاں کی جماعت کی ترقی کا موجب بنے بلکہ اس کو تمام علاقہ کے لئے بابرکت اور ہر قسم کی ترقیات کا بھی موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار سراج احمد احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ۔

مرکز کی مالی مشکلات کا سبب

جماعت احمدیہ کے احباب برضا و رغبت خود وعدے بھجواتے ہیں کہ اس سال وہ فلاں مد میں دین کے لئے اس قدر رقم چندہ دیں گے۔ لیکن سال گذر جاتا ہے۔ مگر بعض دوست اپنے وعدوں کا ایفاء نہیں فرماتے۔ اب اس وعدہ کے پورا نہ ہونے کے نتائج ملاحظہ فرماویں۔ کہ صدر انجمن احمدیہ ان وعدوں کو اپنی متوقع اور یقینی آمد سمجھ کر اسکے مطابق اپنے سال بھر کے اخراجات کا تخمینہ (بجٹ آمد و خرچ) تیار کر لیتی ہے۔ جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے شرفِ منظوری حاصل کر کے صدر انجمن احمدیہ کے لئے قانونی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اب خواہ مطابق وعدہ (بجٹ) آمد ہو یا نہ ہو۔ صدر انجمن احمدیہ اپنے اخراجات منظور شدہ بجٹ کے مطابق کرنے کیلئے بہر حال پابند اور مجبور ہو جاتی ہے۔ اور خواہ اُسے یہ اخراجات قرض لے کر ہی کیوں نہ کرنے پڑیں۔ بلکہ صدر انجمن احمدیہ ان منظور شدہ اخراجات میں کسی قسم کی کمی بھی کرنے کی مجاز نہیں رہتی۔ ایسی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کوئی ٹھوس اور تعمیری کام (جس پر جماعتی زندگی اور ترقی کا دار و مدار ہو) کرنے سے سراسر قاصر رہتی ہے کیونکہ اب وہ کوئی کام کرے یا قرض ادا کرے؟ اور اس صورت حال کی تمامتر ذمہ داری براہ راست اُن وعدہ کنندگان پر ہی عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے اپنے وعدے پورے نہ کر کے انجمن کو مالی مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ ایسے لوگ خدا تعالےٰ کے حضور یقیناً جوابدہ ہوں گے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے۔ ..... جو شخص خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالےٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے وہ اس کے نام بقایا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جب خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

پس خوش قسمت ہے وہ شخص جو اپنے وعدہ کو بر وقت سو فی صدی ادا کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کا وارث بنتا ہے۔ اور جماعتی ترقی اور تعمیر میں حصہ لے کر اسلام اور احمدیت کے فتح اور کامل غلبہ کے موعودہ دن کو قریب سے قریب تر لانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خدمت سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

تعزیت بقیہ صفحہ ۶

۱۹۔ بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۲۰۔ آصفہ بیگم صاحبزادہ فلائٹ لفٹننٹ بشیر احمد صاحب۔

اسی سلسلہ میں ہندوستان کی بعض جماعتوں اور افراد نے مرکز قادیان میں ایسے تعزیت نامے ارسال کئے ہیں ان کے اقتباسات حسب ذیل ہیں:-

مدراس۔ حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کی افسوسناک خبر معلوم ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون سب جماعت نے نماز جنازہ پڑھی اور دعا کی۔ جماعت مدراس کی طرف سے حضرت اماں جی کے صاحبزادگان سے اظہار ہمدردی کا خط تحریر کیا گیا (خاکسار علی محی الدین سیکرٹری تبلیغ مدراس)

سکندر آباد (دکن) بعد نماز جمعہ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب نے سکندر آباد کی مسجد میں نماز جنازہ غائب پڑھائی خدا تعالیٰ رفع درجات و مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے (خاکسار یوسف احمد الٰہ دین سیکرٹری مال سکندر آباد)

کنانور۔ بعد نماز جمعہ تمام حاضرین سمیت حضرت اماں جی محترمہؓ کیلئے نماز جنازہ پڑھی اور آپکے لئے دعائیں کیں۔ نماز سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولٰنا نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے احسانات کا ذکر بھی کیا اور دوستوں کو بتایا کہ ایسے محسن امام کی حرم محترمہ کا جنازہ پڑھنا ہمارا دینی اور اخلاقی فرض ہے۔ خداوند مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے۔ (خاکسار عبداللہ [illegible] مبلغ سلسلہ احمدیہ)

جمشید پور۔ اس المناک خبر کے دیتے ہی جامع ومسجد [illegible] سے عمل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت النعیم میں جگہ دے۔ میں اور جماعتوں کو اطلاع کر رہا ہوں۔ خاکسار محمد سلیمان امیر جماعت احمدیہ جمشید پور)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

نئی دہلی - ۱۴ر اگست - صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے یوم آزادی پر قوم کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی آٹھویں سالگرہ کے دن میں اپنے ہموطنوں کی خدمت میں پیغام تہنیت اور اپنی بہترین خواہشات پیش کرتا ہوں۔ اپنے ملک کے اندر نو سے متعلقہ اپنی مساعی کے ماحصل کی روشنی میں نیز اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعہ امن کی عالمی طاقتوں کو اپنے منکسرانہ انداز میں ہم نے جو امداد دی ہے اس کے نتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہماری آزادی کے تمام عرصہ میں گذشتہ روز ختم ہونے والا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے

اس وقت ہمارا پہلا پنجسالہ منصوبہ قریب الاختتام ہے۔ اس عرصہ میں پیداوار میں بھاری اضافہ اور عالمگیر ترقی کی شکل میں ملک کو جو فائدے پہونچے ہیں وہ اب سامنے آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:-

ہمیں یہ جان کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کے میدان میں بھی ہماری کامیابی کچھ کم نمایاں نہیں ہے۔ روسی اور یورپین ممالک کے حالیہ دورہ کے دوران میں ہمارے وزیر اعظم کا ہر جگہ نہایت پرتپاک استقبال ہوا ہے۔ ان کی پڑامن طور پر بقائے باہمی" میں گہری عقیدت کے لئے نیز اپنے بلند نصب العین کے متعلق ان کی تشریح و اشاعت کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں۔

آج پنچشیل اقوام عالم میں امن اور باہمی عزت و احترام کا نشان بن چکا ہے۔ اہل ہند کا خود اپنے لئے اپنی روایات کے لئے اور ہمارے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کے تئیں یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے فکر و عمل میں امن اور باہمی بردباری کے نصب العین کیلئے اپنے تئیں وقف کر دیں۔

کراچی ۱۴ر اگست - آج یہاں پاکستان کے قیام کا نواں جشن منایا گیا۔ صبح مساجد اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں میں پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لئے دعا کی گئی۔ کراچی اور صوبائی صدر مقاموں میں فوج اور پولیس کے دستوں نے سلامی دی۔ کراچی میں پاکستان کی تینوں افواج کے دستوں نے قائم مقام گورنر جنرل اسکندر مرزا کو سلامی دی۔

بعد میں یہ فوجی دستے شہر کے مختلف بازاروں سے گذرے۔ بریڈیر ٹینک اور توپیں بھی تھیں صوبائی صدر مقاموں میں بھی ایسی ہی تقاریب ہوئیں۔ اس موقعہ پر ہندوستان کے وزیر اعظم اور ہندوستان کے ہائی کمشنر مامور کراچی نے پاکستان کے عوام اور وزراء کو پیغامات بھیجے ہیں

نئی دہلی - ۱۴ر اگست - ہندوستان اور چین کے درمیان طلباء کے تبادلے کے پروگرام کے تحت دس چینی طالب علم ہندوستان آئے ہیں۔ جن کو ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں بھیجا جا رہا ہے یہ دس طالبعلم دو سال تک ہندوستان میں قیام کریں گے۔ ان میں سے دو تو علیگڑھ یونیورسٹی میں اردو پڑھیں گے۔ اور دو الہ آباد بھیجے جائیں گے۔ یہ وہاں ہندی زبان سیکھیں گے۔ بقیہ چھ طلباء جامع ملیہ میں ابتدائی انگریزی سیکھ کر دوسری یونیورسٹی میں بھیجے جائیں گے۔ یہاں وہ تاریخ، فزکس اور میڈیسن پڑھیں گے۔

نئی دہلی - ۱۸ر اگست - پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں بتایا کہ تازہ ترین اطلاع کے مطابق پرتگیزی سپاہیوں کی فائرنگ سے گوا میں شہید ہونے والوں کی تعداد ۲۲ ہو گئی ہے۔ زخمیوں کی تعداد ۲۲۵ ہے۔ ان میں سے ۲۸ کی حالت نازک ہے۔ دو ابھی تک لاپتہ ہیں۔ آپ نے بتایا کہ کل ۱۲۰ اشخاص لاپتہ تھے۔ ان میں سے دس واپس آ گئے ہیں۔ باقی کے ۱۱۰ لاپتہ ستیہ گرہیوں میں سے سات شہید ہو گئے ہیں۔ ایک نظر بند ہے۔ باقی دو پتہ لاپتہ ہیں۔ راجیہ سبھا میں اسی قسم کا اعلان ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کیا۔

لاہور - ۱۸ر اگست - پاکستان کے انگریزی روزنامہ "پاکستان ٹائمز" نے گوا میں نہتے ستیہ گرہیوں پر پرتگیزی سپاہیوں کی فائرنگ کو ایک وحشیانہ اقدام قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہ اخبار اپنے ایڈیٹوریل میں لکھتا ہے کہ بھارت میں پرتگال کی مقبوضہ بستیوں میں اس کے بے رحم ایجنٹوں نے اپنی دہشت اور لوگوں کو دبانے کی کارروائیاں تیز تر کر دی ہیں۔ اور اس نے گوا میں نہتے ستیا گرہیوں کا بے رحمانہ قتل کیا ہے۔ اس کا واضح ثبوت وہ اطلاعات ہیں جو غیر ملکی نامہ نگاروں کی وساطت سے مل رہی ہیں۔

ساونت واڑی - ۱۸ر اگست آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ پرتگیزی حکام نے گوا میں ۲۴ گھنٹوں کا کرفیو واپس لے لیا ہے۔ لیکن شام سے لے کر صبح تک کرفیو جاری رہے گا۔

قادیان میں جلسے (بقیہ)

تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اب عنقریب ہی آپ اپنے ملک میں جا کر تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دیں گے۔

دوسرا جلسہ

گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

قادیان - ۱۴ر اگست - بعد نماز عشا مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت مولانا غلام احمد صاحب پروفیسر ٹی۔ آئی کالج ربوہ ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ گولڈ کوسٹ نے "گولڈ کوسٹ کے تبلیغی حالات" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ پہلے آپ نے وہاں کے احمدی احباب کی طرف سے السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

بعد ازاں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندو پاکستان کے بعد جماعت احمدیہ کی سب سے بڑی تعداد گولڈ کوسٹ میں ہے۔ وہاں احمدیت کا آغاز حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ اور اب وہاں بائیس ہزار کے قریب احمدی آبادی ہے۔ جماعت کی کم و بیش اڑھائی صد مساجد۔ سات اسکول اور ایک کالج قائم ہیں۔ اور اسمبلی میں دو احمدی ممبران ہیں۔ اتنے قلیل عرصہ میں جماعت کی شاندار ترقی اس کی صداقت کی بین دلیل ہے

آپ نے بتایا کہ جب وہاں پہلا افریقن وزیر اعظم تعینات ہوا۔ تو اسمبلی کے لابی ہاؤس (Lobby House) میں اجلاس منعقد کیا گیا۔ اور مولوی صاحب نے وزیر اعظم کی خدمت میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے روشناس کرایا۔ اس موقعہ پر ان کی خدمت میں قرآن مجید (انگریزی) پیش کیا گیا جس کے مطالعہ کا انہوں نے وعدہ فرمایا۔ اس اجلاس میں منسٹر آف فنانس اور منسٹر آف سٹیٹ بھی شامل تھے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مولوی صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کر چکی ہے چنانچہ جماعت کی تقریبات میں اعلیٰ افسران شامل ہوتے ہیں۔

گذشتہ دنوں جب سالٹ پانڈ کی مرکزی احمدیہ مسجد کے افتتاح کے لئے وزیر اعظم کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی۔ تو انہوں نے بسر و چشم قبول فرمایا۔ اس تقریب میں وزیر اعظم کے علاوہ دیگر غیر مسلم معززین نے بھی شرکت کی اور وزیر اعظم نے چالیس پونڈ چندہ دیا۔ اسی طرح جب وزیر اعظم موصوف کالج کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ تو انہوں نے جماعت احمدیہ کے کام کی بہت تعریف فرمائی۔

جب بھی حکومت کی طرف سے یوم امن منایا جاتا ہے۔ تو امیر صاحب جماعت احمدیہ کی خدمت میں خاص طور سے دعا کے لئے پیغام بھیجا جاتا ہے۔

تقریر کے اختتام پر آپ نے بیان کیا کہ اس وقت گولڈ کوسٹ میں چھ مرکزی اور بیس کے قریب مقامی مبلغین مصروف عمل ہیں۔ جو منجملہ دیگر ذرائع کے مختلف سوسائٹیوں۔ کالجوں اور سکولوں وغیرہ میں تقاریر کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں"۔

حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔ اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلموں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پتے روانہ فرمایئے ہم ان کو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

مسعود احمد 21.8.55

سیکرٹریان امور عامہ جماعت ہائے ہند توجہ کریں

جملہ سیکرٹریان امور عامہ جماعت ہائے ہند کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی کارگذاری کی ماہوار رپورٹیں باقاعدہ بھجوایا کریں۔ جن سیکرٹری صاحبان کے پاس فارم مطبوعہ نہ ہوں وہ نظارت ہذا کو لکھ کر منگوالیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان